کتاب : The Only Son offered for Sacrifice
Isaac Or Ishmael
with Zamzam, Al-Marwah, and Makkah in the Bible

مصنف : عبدالستار غوری

ناشر : المورد، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سائنسز

سال اشاعت : ۲۰۰۴ء

صفحات : ۳۱۰

قیمت : ۳۰۰/- روپے

تبصرہ نگار : ڈاکٹر محمد طاہر منصوری ☆

یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب مقدسہ میں جس طرح تحریف و تبدیلی کی ہے، اس کا واضح ثبوت وہ مسخ شدہ تاریخی حقائق و واقعات ہیں جو تحریف شدہ بائبل میں جابجا ملتے ہیں۔ ایک اہم تاریخی حقیقت جسے یہود و نصاریٰ نے مسخ کیا ہے، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ ہے۔ قرآن کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیش کی تھی۔ اس بناء پر وہ ذبیح اللہ ہیں۔ اس کے برعکس یہود و نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاقؑ کو جو ان کے اکلوتے اور انتہائی محبوب بیٹے تھے، قربانی کے لیے پیش کیا، حضرت اسحاقؑ نے تابعداری کا ثبوت دیتے ہوئے بلا حیل و حجت باپ کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی تابعداری پسند آئی۔ چنانچہ اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاقؑ کی جگہ مینڈھا قربان کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت اسحاقؑ کو ذبیح اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

اسرائیلی روایات کے زیراثر بعض مسلمان مفسرین کو بھی یہ مغالطہ ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ ماضی قریب میں برصغیر کے مایہ ناز مسلمان محقق و مفسر مولانا حمید الدین فراہی (۱۸۶۲-۱۹۳۰ء) نے مشہور تحقیقی رسالے "الرأی الصحیح فیمن ھوالذبیح" میں محکم دلائل کے ساتھ اس فکری مغالطے کی تردید

معروف دانشور و محقق جناب عبدالستار غوری صاحب نے اس تحقیق کو مزید آگے بڑھایا ہے۔ ان کے کام کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے تاریخ وتفسیر کے کلاسیکی مصادر اور قدیم مسلم مفسرین کی آراء پر انحصار کرنے کی بجائے بائبل اور مستند مغربی تصنیفات پر اپنے استدلال کی عمارت کھڑی کی ہے اور اس طرح ایک مغربی قاری کی غلط فہمیوں اور شبہات کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس واقعے کے حوالے سے بائبل میں جو تحریف کی گئی ہے، اسے مصنف نے مغربی مصنفین کے حوالے سے نمایاں کیا ہے۔

مصنف نے بائبل سے تفصیل کے ساتھ قربانی کا واقعہ نقل کیا ہے۔ ان کے خیال میں واقعے میں مذکور ''اکلوتے بیٹے اسحاق'' کے الفاظ تحریف کاروں کا ''کارنامہ'' ہے جنہوں نے مخصوص مقاصد کے تحت یہ اضافے کیے ہیں جبکہ بائبل ہی کے کئی دوسرے بیانات ثابت کرتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ١٤ برس تک اکلوتے بیٹے کے طور پر رہے۔ کتاب پیدائش، باب ١٦ کی آیت ١٦ کے مطابق:

> اور جب ابرہام سے ہاجرہ کے اسماعیل پیدا ہوا تب ابرہام چھیاسی برس کا تھا۔

کتاب پیدائش، باب ٢١ کی آیت ٥ میں ہے:

> اور جب اس کا بیٹا اضحاق اس سے پیدا ہوا، ابرہام سو برس کا تھا۔

گویا حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کے وقت حضرت اسماعیلؑ ١٤ برس کے تھے اور وہ ١٤ برس تک حضرت ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے کے طور پر رہے۔

مصنف نے یہ بات بھی ثابت کی ہے کہ ذبیح اللہ کے جو خصائص بائبل نے بیان کیے ہیں، وہ بدرجہ اتم حضرت اسماعیلؑ پر منطبق ہوتے ہیں۔ ان میں پہلی نرینہ اولاد ہونا، والد کی محبوب ترین اولاد ہونا وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے یہ تاریخی حقیقت بھی بیان کی ہے کہ زمانۂ قدیم سے اس علاقے میں یہ روایت چلی آ رہی تھی کہ پہلی اولاد کو ہی اللہ کی راہ میں دیا جاتا تھا۔ (ص ٢٨)

بائبل کی کتاب استثناء کے باب ٢١ کی آیات ١٥-١٧ کے حوالے سے مصنف نے یہ بات ثابت کی ہے کہ پہلا بیٹا ہونے کا حق صرف اسی کو ہوتا ہے جو پہلے پیدا ہو، کسی اور بنیاد پر دوسری اولاد کو پہلا بیٹا قرار نہیں دیا جا سکتا

تھے۔ (ص ص ۴۲-۴۳)

فاضل مصنف کے خیال میں بائبل میں مذکور واقعہ قربانی میں ''جسے تو سب سے زیادہ پیار کرتا ہے'' کے الفاظ کا محل حضرت اسماعیلؑ ہیں نہ کہ حضرت اسحاقؑ (ص ۴۴)۔ فاضل مصنف نے اس موقع پر غیرمسلم مصنفین کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت اسحاقؑ ان اوصاف سے محروم تھے جن کے باعث وہ اپنے والد کی بے پایاں محبت کے مستحق بن سکیں۔ اس باب میں وہ بعض ایسی عبارتوں کی توثیق کرتے نظر آتے ہیں جنہیں عصمت الانبیاء کے عقیدے کے تحت قبول نہیں کیا جا سکتا (ص۴۳)۔ گو کہ انہوں نے حاشیے میں اس کی وضاحت کی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیمؑ کا محبوب اور پیارا بیٹا ثابت کرنے کا مطلب حضرت اسحاقؑ کے مرتبے کو -نعوذ باللہ- کم کرنا نہیں ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کی نگاہ میں تمام انبیاء یکساں طور پر احترام و محبت کے مستحق ہیں۔ تاہم ہمارے خیال میں یہ ساری بحث بلاضرورت ہے۔ اس سے زیربحث مسئلے کو حل کرنے میں کوئی زیادہ مدد نہیں ملتی۔

فاضل مصنف نے مقام قربانی کے حوالے سے بھی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق وہ جگہ جہاں خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسحاقؑ کی قربانی طلب کی تھی، وہ ''موریاہ'' ہے۔ موریاہ کہاں واقع ہے؟ اس کے بارے میں شارحین بائبل مختلف آراء رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ حبرون کے قریب واقع ایک مقام ہے، جہاں حضرت ابراہیمؑ رہائش پذیر تھے۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ وہ پہاڑی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کی کوشش کی گئی۔ ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ ''موریاہ'' جریزم کی پہاڑی ہے۔ ان متضاد آراء سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بائبل کے شارحین ''موریاہ'' کے محل وقوع کے بارے میں کوئی ٹھوس معلومات نہیں رکھتے تھے۔ یہ شارحین خود بھی اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے عہد کا ''موریاہ'' کوئی مجہول مقام ہے۔ (ص ص ۷۶-۷۷)

فاضل مصنف نے اس حوالے سے کچھ بنیادی سوالات اُٹھائے ہیں جو ''موریاہ'' کے محل وقوع کے تعین میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً سوال نمبر۱۲ (ص۸۲) میں یہ کہا گیا ہے کہ کیا کوئی ایسا تاریخی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت اسحاقؑ کو ''موریاہ'' نامی کسی جگہ پر قربانی کے لیے لے جایا گیا ہو، وہ جواب میں کہتے ہیں کہ حضرت اسحاقؑ کے حوالے سے تو کوئی ثبوت نہیں ملتا، لیکن حضرت اسماعیلؑ اور ان کی

آگے چل کر مصنف یہ واضح کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے قربانی کے لیے اپنے بیٹے کو جس مقام پر پیش کیا تھا وہ مروہ ہے جسے بائبل نے ''موریاہ'' کا نام دیا ہے۔ زبور کے ایک اقتباس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد ''بکّہ'' ہی وہ جگہ تھی جہاں حضرت اسماعیلؑ آباد ہوئے اور حج کا مقام بھی وہی بیت اللہ تھا جسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ اس ساری گفتگو سے مصنف نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اکلوتے اور پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو مکہ میں موجود مروہ کی پہاڑی کے قریب قربانی کے لیے پیش کیا تھا۔

کتاب میں ذبیح اور موریاہ کے تعین کے علاوہ بئر شیبا (سبع) پر بھی گفتگو کی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بائبل میں مذکور ''بئر شیبا'' دراصل مکہ میں موجود زمزم کنواں ہے۔

ایک اہم نکتہ جو مصنف نے اس ضمن میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بائبل میں ۳۴ مقامات پر ''بئر شیبا'' کا لفظ آیا ہے، اس ضمن میں ایک جگہ اس کے ساتھ ''بیابان'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ''بئر شیبا'' جہاں حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ موجود تھے وہ کسی بیابان میں نمودار ہوا تھا اور یقیناً وہ مکہ تھا، کیونکہ مکہ ایک بیابانی علاقہ تھا، جہاں کسی حیات کا تصور بھی نہ تھا۔ ''سبع'' کا لفظ حضرت ہاجرہ کے سات چکروں کی مناسبت سے لگایا گیا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت مطلوب ہے۔ مصنف اس سے قبل یہ کہہ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو موریاہ میں ''بئر شیبا'' کے قریب منتقل کیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ کنواں زمزم ہے تو اسلامی روایات کے مطابق وہ حضرت اسماعیلؑ سے قبل موجود نہ تھا، بلکہ اس وقت پھوٹا جب ان کے والد انہیں لق و دق صحرا میں اپنی والدہ کے ہمراہ چھوڑ گئے تھے۔

جناب غوری صاحب کی کتاب ذبیح، مروہ، بئر شیبا، بکّہ جیسے اہم موضوعات پر بہت قیمتی معلومات فراہم کرتی ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کو بہت محکم دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ان موضوعات پر موجود مغربی اہل قلم کی تحریروں سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان کا اندازِ گفتگو ایک مناظر کا نہیں بلکہ ایک سنجیدہ محقق کا ہے۔ انہوں نے یہودی و عیسائی مصنفین کے فکری مغالطے، بائبل کے اندرونی تضادات، اس میں واقع ہونے والے تحریفی عمل کو بہت مؤثر انداز میں